السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مقروض کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں جو احادیث وارد ہیں، وہ کسی ہیں؟ مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مقروض کے جنازہ کے متعلق حدیث صحیح ہے، مسند احمد، صحیح بخاری، اور سنن نسائی میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((قَالَ كُنَّا عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلِّ عَلَيهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ عَلَيهِ دَيْنٌ قَالُوا ثَلٰثَةُ دَنَانِيرَ قَالَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَقَالَ اَبُوقَتَادَةَ صَلِّ عَلَيهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّٰى عَلَيهِ))

یعنی ایک میت پر آپ ﷺ کو نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی گئی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے لوگوں نے نفی میں جواب دیا، پھر فرمایا اس پر کوئی قرضہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ تین دینار کا مقروض تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم (خود ہی) اس کی نماز جنازہ پڑھ لو، اس پر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نماز جنازہ پڑھائیں میں قرض ادا کردوں گا، پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ، ابوداؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث نقل کی ہے، اس میں الفاظ ہیں۔ ((فَقَالَ اَبُوقَتَادَةَ اَنَا تَكَفَّلُ بِهِ)) ''یعنی میں اس کی کفالت کا ذمہ لیتا ہوں۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مسند احمد سنن ابی داؤد سنن نسائی، صحیح ابن حبان اور دار قطنی میں ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم لَا يُصَلِّي عَلٰى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيهِ دَيْنٌ فَاُتِيَ بِمَيِّتٍ سَاَلَ اَعَلَيهِ دَيْنٌ قَالُوا نَعَم دِينَارَانِ قَالَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُم فَقَالَ اَبُوقَتَادَةَ هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ قَالَ اَنَا اَولٰى بِكُلِّ مُسْلِمٍ مِن نَفْسِهِ فَمَن تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَن تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ))

یعنی آپ ﷺ مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے، ایک میت ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، اس پر قرض ہے، لوگوں نے کہا، دو دینار کا مقروض ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا ذمہ اٹھالیا، جب اللہ تعالیٰ نے فراخی دے دی تو آپ ﷺ نے فرمادیا، میں ہر مسلمان سے خود اس سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ اگر کوئی مال چھوڑے، وہ ورثہ لیں، اور اگر کوئی قرض چھوڑ کر دے گا، تو وہ میں ادا کروں گا۔''

اسی طرح دار قطنی اور بیہقی میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِن جَنَازَةٍ فَلَمَّا وُضِعَت قَالَ ﷺ هَل عَلٰى صَاحِبِكُم مِن دَينٍ قَالُوا نَعَم دِرْهَمَانِ قَالَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُم قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُمَا عَلَيَّ وَاَنَا لَهُمَا ضَامِنٌ فَقَامَ يُصَلِّي ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ ((الْاَسْلَامِ فِيهِمَا وَفَكَّ رِهَانَكَ كَمَا فَطَلَّتَ رِهَانَ اَخِيكَ مَا مِن مُسْلِمٍ فَكَّ رِهَانَ اَخِيهِ اِلَّا فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ بَعْضُهُم هٰذَا لِعَلِيٍّ خَاصَّةً اَم لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً فَقَالَ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرض ادا کرنے کا وعدہ کرلیا، تو آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھانے پر رضامند ہوئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی نیک جزا دے، اور آپ کو نجات دے، جیسے کہ آپ نے اسے نجات دلائی ہے، جو مسلمان اپنے بھائی کا ذمہ اٹھا کر اسے رہائی دلوائے اللہ تعالیٰ اسے نجات دیں گے کسی نے پوچھا کیا یہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وعدہ ہے فرمایا نہیں، بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

اس حدیث کی سند میں کلام ہے، مسند احمد، ابوداؤد، نسائی اور دار قطنی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ فَغَسَلْنَاهُ وَحَنَّطْنَاهُ وَكَفَنَّاهُ ثُمَّ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا تُصَلِّي عَلَيهِ فَخَطٰى خُطْوَةً ثُمَّ قَالَ اَعَلَيهِ دَيْنٌ قُلْنَا دِينَارَانِ فَانْصَرَفَ فَتَحَمَّلَهُمَا اَبُوقَتَادَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ الدِّينَارَانِ عَلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ اَوْفَى اللّٰهُ حَقَّ الْغَرِيمِ وَبَرِئَ مِنْهُ الْمَيِّتُ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى عَلَيهِ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمٍ مَا فَعَلَ الدِّينَارَانِ قَالَ اِنَّمَا مَاتَ بِالْاَرْضِ قَالَ فَعَادَ اللّٰهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ قَدْ قَضَيْتُهُمَا قَالَ الْاٰنَ بَرَدَتْ عَلَيهِ جِلْدَتُهُ

یہ احادیث ایسے طرق سے وارد ہیں کہ ان میں سے چند بھی حجت قائم کرنے کو کافی تھیں۔ لیکن یہ منسوخ ہیں، اور بہت سی احادیث اس نسخ پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً صحیحین وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطبہ میں فرمایا۔

((مَن خَلَفَ مَالًا اَوْ حَقًّا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَن خَلَفَ كَلًّا اَوْ دَيْنًا فَكَلُّهُ اِلَيَّ وَدَيْنُهُ عَلَيَّ))

''اگر کوئی شخص مال چھوڑ کر مرے یا حق چھوڑ مرے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے، اور اگر کچھ قرض یا اہل و عیال چھوڑ کر مرا تو وہ ہمارے ذمہ ہے۔''

بخاری وغیرہ میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا اَنَا اَوْلٰی بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْہُ عَصَبَتُہٗ مَنْ کَانُوْا وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَلْیَأْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاہُ))

اسی طرح مسند امام احمد اور مسند ابو یعلیٰ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا فَعَلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ))

ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

((مَنْ حَمَلَ مِنْ اُمَّتِیْ دَیْنًا فَجَھَدَ فِیْ قَضَائِہٖ فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یَقْضِیَہٗ فَاَنَا وَلِیُّہٗ))

''یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے اگر کسی نے قرض ادا کرنے کی کوشش کی لیکن ادا کرنے سے پہلے فوت ہوگیا، تو اس کے ہم ولی ہیں۔''

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

((اَحْسَنُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ضَلَالَۃٌ مَنْ مَاتَ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَاِلَیَّ وَعَلَیَّ وَاَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ))

غرضیکہ اس مفہوم کی بے شمار احادیث ہیں، واضح رہے یہ احادیث مذکورہ فی الصدر احادیث (کہ جن میں آپ ﷺ نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھانے سے اجتناب فرمایا) ہے بعد کی ہیں چنانچہ بعض روایات میں یہ تصریح بھی ہے کہ جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ اور مال و دولت کی فروانی ہوئی تو مقروض کا قرض اپنے ذمہ لیتے اور نماز جنازہ پڑھتے، مثلاً ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے ذکر ہو چکی ہے، لہٰذا کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے، یہ احادیث منسوخ ہیں، جن علماء نے ان کو منسوخ میں شمار نہیں کیا، ان پر استدراک کیا جا سکتا ہے، کیونکہ انہوں نے ناسخ منسوخ میں بعض وہ مسائل و احادیث بھی ذکر کی ہیں جن میں اس حدیث کی طرح تصریح موجود نہیں، بلکہ کوئی واضح قرینہ بھی نہیں صرف تقدیم زمانی کا سہارا لے کر منسوخ قرار دے دیا ہے، اور بعض جگہ امکان تطبیق کو بھی نظر انداز کر کے منسوخ قرار دیتے ہیں، اور اس حدیث کے متن میں سے نسخ ثابت ہے (اور ابن صلاح رحمہ اللہ کی تصریح کے مطابق یہ نسخ کی واضح ترین اقسام سے ہے مترجم) تو اس سے غفلت کو کیوں برتیں ((اِفَادَۃُ بِمِقْدَارِ الشُّیُوْخِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ)) میں ہم نے ذکر کیا کہ منسوخ آیات پانچ ہیں، اور احادیث منسوخہ کی تعداد ہم نے دس ذکر کی، اس وقت ہم سے ذہول ہو گیا، یہ حدیث بھی وہاں شمار کر لینی چاہیے۔

فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ)) کی علت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ کے بعد کے خلفاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقروض کا قرض اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت، حکومت اسلامیہ)) کے خزانہ عامرہ سے ادا کریں، اس لیے کہ یہ حکم محکم غیر منسوخ ہے پھر وہ ان حقوق کو جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھے، ان سے اپنے لیے دلیل پکڑتے ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً ظاہر ہے کہ خطاب آنحضرت ﷺ سے ہے، یہ لوگ نہیں کہتے کہ صدقہ وصول کرنا، آنحضرت ﷺ سے خاص تھا، بلکہ اسی حق کو خود استعمال کرتے ہیں۔ پس ان کے لیے ضروری ہے کہ رعایا کی وہ ذمہ داریاں بھی اٹھائیں، جو آنحضرت ﷺ اٹھاتے تھے، اسی حدیث یہ حدیث کہ ((اَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَہٗ اَعْقِلُ عَنْہُ وَارِثُہٗ)) (مسند احمد، ابن ماجہ، سعید بن منصور، بیہقی) ''یعنی جس کا کوئی وارث نہ ہوگا، میں اس کا وارث ہوں، اور میں ہی اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا۔'' کوئی نہیں کہتا کہ میراث لاوارث صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ طبرانی کی ایک حدیث میں اس کی تصریح بھی وارد ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ وَعَلَی الْوُلَاۃِ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ بَیْتِ مَالِ الْمُسْلِمِیْنَ)) (طبرانی عن سلمان) ''یعنی اگر کوئی مسلمان مقروض فوت ہو تو اس کا قرض آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد خلفاء مسلمین کے ذمہ ہے کہ وہ بیت المال سے ادا کریں۔'' اس حدیث کی سند میں عبد اللہ بن سعید الانصاری ضعیف ہے، لیکن ابن حبان نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے، جس سے اسے تقویت ملتی ہے، اگر نہ بھی ہو تو اس مسئلہ میں بنیاد اس حدیث پر نہیں ہے، بلکہ اس پر ہے کہ امراء کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں اگر کہیں کہ اس کا طلب یہ ہوا کہ قرض مقروض سے ساقط ہو کر سلطان کو لاحق ہوگیا، تو ہم کہیں گے کہ یہ مسئلہ کئی شقوں میں منقسم ہے، مقروض کے پاس مال ہوگا، یا نہیں ہوگا، اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو پھر دو صورتیں ہیں کہ وہ قرض ادا کرنے کی کوشش و شدید خواہش رکھتا ہوگا، یا اس نے اس کے متعلق کوئی اہتمام ہی نہیں کیا ہوگا، اب ہر ایک کا حکم سن لیجئے، جس کے پاس مال ہے، اور وہ قرض ادا کر سکتا ہے، اگر ایسا شخص مقروض ہی فوت ہو جائے، اور مسلمانوں کی حکومت کے خزانہ میں اتنی سکت ہے کہ وہ اس قرض کو ادا کر سکے گی، اس لیے آنحضرت کا ارشاد ہے۔ ((مَنْ خَلَفَ کَلًّا اَوْ دَیْنًا فَکُلُّہٗ اِلَیَّ وَدَیْنُہٗ عَلَیَّ)) اگرچہ وہ باوجود قدرت کے قرض ادا نہ کرنے پر گناہ گار ہوگا، اور یہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی نہیں اس لیے وہ زمانہ مسرت کی بات ہے، اور یہ مقروض جس نے مال ہونے کے باوجود قرض ادا نہیں کیا، گناہ کا مرتکب ہوا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَۃٌ بِدَیْنِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی عنہ اخرجہ احمد والترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی حسن ورجال اسنادہ ثقات الا عمرو بن ابی سلمۃ))

''یعنی مقروض کی روح قرض کی وجہ سے لٹکتی رہتی ہے حتی کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے، اس حدیث کے تمام راوی (باستثناء عمرو بن ابی سلمہ) ثقہ ہیں وہ بھی صدوق یخطی ہے، اس لیے یہ حدیث کم از کم حسن ہوگی۔''

اور اگر کسی کے پاس مال نہیں کہ قرض ادا کر سکے، بلکہ اس کا مال کسی نے غصب کر رکھا ہے، یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے کوشش کے باوجود ادا نہیں کر سکا، تو وہ بھی اسی شخص کے حکم میں ہوگا، جو مال نہیں رکھتا۔ چنانچہ طبرانی میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

((مَنْ دَانَ دَیْنًا وَفِیْ نَفْسِہٖ وَفَاءُہٗ وَمَاتَ تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضٰی غَرِیْمَہٗ بِمَا شَاءَ وَمَنْ دَانَ دَیْنًا وَلَیْسَ فِیْ نَفْسِہٖ وَفَاءُہٗ وَمَاتَ اقْتَضَی اللّٰہُ لِغَرِیْمِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ))

یعنی جس نے قرض لیا، اور اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن فوت ہوگیا، تو اس سے اللہ درگذر فرمائیں گے، اور اسے قرض خواہ کو جس طرح چاہیں گے، خوش کر دیں گے، اور اگر کسی کا ارادہ ہی ادا کرنے کا نہ تھا، تو اس کا قرض خواہ کے لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن طلب کریں گے۔''

اسی طرح بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

((اَلدَّیۡنُ دَیۡنَانِ فَمَنۡ مَاتَ وَھُوَ یَنۡوِیۡ الۡقَضَاءَ فَاَنَا وَلِیُّہٗ وَمَنۡ مَاتَ وَلَا یَنۡوِیۡ قَضَاءَہٗ فَذَالِکَ الَّذِیۡ یُؤۡخَذُ مِنۡ حَسَنَاتِہٖ لَیۡسَ یَوۡمَئِذٍ دِیۡنَارٌ وَلَا دِرۡھَمٌ))

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا مقروض دو طرح کے ہیں، جو فوت ہوا اور اس کا قرض ادا کرنے کا پختہ ارادہ تھا تو میں اس کا ولی ہوں گا، لیکن جس کا ارادہ ہی نہ تھا، اس کی نیکیاں لی جائیں گی، کیونکہ اس دن سونا یا چاندی نہ ہوگی۔''

۔ اور حدیث عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے مروی ہے۔

((یُؤۡتٰی بِصَاحِبِ الدَّیۡنِ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ فَیَقُوۡلُ اللّٰہُ فِیۡمَ اَتۡلَفۡتَ اَمۡوَالَ النَّاسِ فَیَقُوۡلُ یَا رَبِّ اِنَّکَ تَعۡلَمُ اَنَّہٗ اَتٰی عَلٰی اِمَّا حُرِقَ وَاِمَّا غُرِقَ فَیَقُوۡلُ فَاَنَا قُضِیۡہِ عَنۡکَ الۡیَوۡمَ فَیَقۡضِیۡ عَنۡہُ))

قیامت کے دن ایک مقروض لیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے سوال کریں گے، تو نے لوگوں کے مال کیسے تلف کر دیئے، تو وہ کہے گا، اللہ یا رب تعالیٰ تجھے علم ہے، کہ میرے پاس سے یا تو جل گیا، یا غرق ہو گیا، اللہ تعالیٰ کہیں گے، تیرا قرض ہم ادا کریں گے۔'' مسند احمد الحلیہ (ابو نعیم) مسند بزاز نیز طبرانی میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

یُدۡعٰی بِصَاحِبِ الدَّیۡنِ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ حَتّٰی یُوۡقَفَ بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ فَیَقُوۡلُ یَا ابۡنَ اٰدَمَ فِیۡمَ اَخَذۡتَ ھٰذَا الدَّیۡنَ وَفِیۡمَ ضَیَّعۡتَ النَّاسِ فَیَقُوۡلُ یَا رَبِّ اِنَّکَ تَعۡلَمُ اِنۡ اَخَذۡتُہٗ فَلَمۡ اٰکُلۡ وَلَمۡ اَشۡرَبۡ وَلَمۡ اُضَیِّعۡ ذٰلِکَ وَلٰکِنۡ اَتٰی عَلٰی یَدَیَّ اِمَّا حُرِقَ وَاِمَّا سُوۡقَ وَاِمَّا ضُیِّعَ))

فَیَقُوۡلُ اللّٰہُ صَدَقَ عَبۡدِیۡ وَاَنَا اَحَقُّ مَنۡ قَضٰی عَنۡہُ فَیَدۡعُوا اللّٰہُ بِشَیۡئٍ فَیَضَعُہٗ فِیۡ کُفَّۃِ مِیۡزَانِہٖ فَتَرۡجَحُ حَسَنَاتُہٗ عَلٰی سَیِّاٰتِہٖ فَیُدۡخِلُ الۡجَنَّۃَ بِفَضۡلِہٖ وَرَحۡمَتِہٖ ((

بخاری وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنۡ اَخَذَ اَمۡوَالَ النَّاسِ یُرِیۡدُ اَدَاءَھَا اَدَّی اللّٰہُ عَنۡہُ وَمَنۡ اَخَذَھَا یُرِیۡدُ اِتۡلَافَھَا اَتۡلَفَہُ اللّٰہُ))

ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے۔

((مَا مِنۡ مُسۡلِمٍ یَدَّانُ دَیۡنًا یَعۡلَمُ اللّٰہُ اَنَّہٗ یُرِیۡدُ اَدَاءَہٗ اِلَّا اَدَّی اللّٰہُ عَنۡہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ))

الغرض اگر کسی نے قرض لیا، لیکن کوشش اور خواہش کے باوجود ادا نہ کر سکا، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیں گے، اور وہ گناہ گار نہ ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اس کے پاس ادا کرنے کے لیے مال تو نہ تھا، لیکن اس نے قرض چکانے کے لیے کماحقہ کوشش بھی نہیں کی، اس صورت میں اس سے قرض ادا کرنے کی کوشش نہ کرنے پر مواخذہ ہوگا، البتہ اصل جواب طلبی مسلمان کی ہوگی کہ اس نے تونگری کے باوجود اس کا قرض ادا کس لیے نہ کیا؟ اور اگر اس نے وہ مال کی فضول خرچی یا معصیت سے تباہ نہیں کر ڈالا ہے، تو عین ممکن ہے، کہ رب غفور اس سے باز پرس ہی نہ فرمائیں، یا زیادہ سے زیادہ اس سے یہ سوال کر لیا جائے کہ اس نے کوشش کیوں نہ کی، لیکن سلطان المسلمین اس معاملہ میں جوابدہ ہوگا، اگر کسی کے پاس صرف اپنے اور اہل و عیال کا ستر ڈھانپنے کے کپڑے اور دو وقت کا کھانا کھانے کی سکت ہی ہے تو اسے ہم ''بے مال'' سے تعبیر کر سکتے ہیں، لیکن اگر کوئی اس کے سوا جائیداد اور ساز و سامان یا مکانات کا مالک ہے، اور سمجھتا ہے کہ صرف دل میں خواہش اور نیت کر کے اس حدیث کے مطابق نجات حاصل کرے گا، تو یہ سخت غلطی میں ہے خود فریبی میں مبتلا ہے۔

، آنحضرت ﷺ کا فرمان ((صَلُّوۡا عَلٰی صَاحِبِکُمۡ)) ''تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔'' تخفیف پر نہیں بلکہ تہدید پر محمول ہے، لقمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ((لَا اَشۡھَدُ عَلٰی جَوۡرٍ)) بھی اسی پر محمول ہے

ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ آنحضرت ﷺ نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھانے سے اجتناب فرمایا اس کی بجائے قرض خواہ سے سفارش کر کے قرض معاف کرا دیتے، ایسا کرنا مناسب نہ ہوتا، کیونکہ آپ ﷺ حلال و حرام کی تمیز سمجھانے کے لیے مبعوث ہوئے، اگر آپ ﷺ ایسی سفارشیں شروع کر دیتے، تو بعض لوگوں کے دلوں سے حقوق عباد کی عظمت ختم ہو جانے کا اندیشہ تھا، پھر بعض لوگ تو بخوشی اپنے حق سے دست بردار ہو جاتے، لیکن ممکن ہے بعض لوگ بطیب خاطر معاف نہ کرتے گو بظاہر آنحضرت ﷺ نے اسے خاوند کی طرف رجوع کی ترغیب دلائی تو اس نے کہا، آپ ﷺ حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں صرف سفارش کرتا ہوں، وہ اس پر رضا مند نہ ہوئی، اسی طرح بنو ہوازن نے جب اپنے اموال و عورتوں کی واپسی کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم آئے نہیں اب تو ایک ہی چیز مل سکتی ہے، انہوں نے عورتوں اور بچوں کی واپسی چاہی آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی رضامندی سے انہیں واگذار کیا، اور حرف بظاہر طیب نفس پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ ''عرفائ'' کو مقرر کیا کہ وہ خوشوں کو ناخوش سے الگ کریں۔ استیفاء بھی حدیث سے ثابت ہے۔

الغرض آنحضرت ﷺ مسلمانوں کی مصلحت و خیر خواہی کے لیے حقوق غیر ثابتہ میں سفارش کر دیا کرتے تھے، مثلاً کسی جگہ میاں بیوی کا تنازعہ ہو یا مسلمانوں کا آپس میں شیرازہ متحد رکھنے کے مسئلہ میں لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ دوسروں کو قرض ادا کرنے کا حکم کرنے کی بجائے قرض خواہ کو معاف کرنے کے لیے کیوں نہیں کہا، البتہ بعض اوقات مصالحت کرانے کے لیے ایسا بھی کرتے، مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ دو آدمی مسجد میں جھگڑ پڑے آپ ﷺ نے قرض خواہ کو نصف معاف کرنے کو کہا اور مقروض کو جلدی ادا کرنے کا حکم دیا۔

یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اس مقروض سے خاص ہے جو قرض ادا کرنے کے برابر ترکہ نہ چھوڑے، ورنہ اس کا قرضہ اس کے ترکہ سے ادا کر دیا جاتا، اس کے بعد اس امتناع کو منسوخ کر دیا گیا، اب کسی حالت میں بھی اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے اجتناب کا جواب باقی نہیں، بلکہ سلطان ادا کرنے کا ذمہ دار ہے، اگر ترکہ سے قرض ادا کرنا ممکن ہے، اور سلطان کے پاس اس قدر مال نہیں یا وہ عامل بشریف نہیں تو اس سے قرض ختم نہ ہوگا، بلکہ میت کے ورثاء ادا کریں، کیونکہ ان کا حق بعد میں ہے کہ ارشاد خداوندی ہے۔ مِنۡ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡ بِھَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ بادشاہ کی اس معاملہ میں لاپروائی ورثہ کے لیے دلیل نہیں ہے، ورنہ لوگوں کے مال ضائع ہوں گے، خاص طور پر اس زمانہ میں کہ اموال خدا (مسلمانوں کے خزانہ) میں اس حد میں کوئی رقم باقی نہیں ہے۔ نیز یہ مِنۡ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡ بِھَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ ارشاد خداوندی کے خلاف ہے، وارث کو اس وقت تک کوئی حق نہیں کہ میراث پائے جب تک قرضہ ادا نہ کرے، الحاصل یہ کہ قرض کی جوابدہی سلطان سے ہوگی، یا مدیون سے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص لوگوں کا مال زبردستی چھین کر کھا لے، اس کی نماز جنازہ کے متعلق کیا حکم ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مقروض کی نماز جنازہ سے امتناع منسوخ نہ ہو تو اس ظالم کی نماز جازہ بالاولی مستحق اجتناب و امتناع ہوتی، لیکن اب وہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، اب اس امتناع کی کوئی وجہ نہیں ہے، اسی طرح دیگر گناہ گاروں کا حال ہے کہ ان پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے، البتہ بعض جاور قسم کے مقلدین یہ کہتے ہیں کہ فاسق کی نماز جنازہ نہیں ہوتی، اور اس کی کوئی دلیل نہیں ہے

آنحضرت ﷺ نے مقروض کی نمازجنازہ سے اجتناب فرمایا، لیکن اس سے استدلال درست نہیں اس لیے کہ اولاً یہ منسوخ ہے،ثانیاً منسوخ نہ بھی تو آپ ﷺ کا فرمان ((صَلُّوا عَلٰی صَاحِبِکُم)) صاف دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نماز نہ پڑھاتے تو کوئی قائم مقام پڑھاتا، اس لیے کہ باقی مسلمانوں کی طرح اس کی نمازجنازہ واجب ہے، بلکہ یہ گناہ گار تو دعا مغفرت کے زیادہ محتاج ہیں، شوکانی فرماتے ہیں، اگرچہ مسلمانوں میں عملی طور پر تفاوت ہے، لیکن اسلام کا کلمہ اورایمان ان سب کو شامل ہے، اس لیے سب کا حکم ایک ہی ہوگا۔ ((وَحِسَابُ الْعَاصِیْ عَلَی اللّٰہِ عزوجل)) ''گناہ گاروں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔'' اگر چاہے تو معاف کردے، اورچاہے تو شفاعۃ الشافعین قبول کرے، اوراگر چاہے تو انہیں سزا دے۔

((لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ مَاشَاءِ اللّٰہُ کَانَ مَالَمْ یَشَاءُ لَمْ یَکُنْ))

((مسلمانوں کا صرف کافر یا منافق کی نمازجنازہ سے روکا گیا ہے۔ ((کَمَا ذٰلِکَ مَعْلُوْمٌ وَلَا یَخْفٰی

((وفی ھذاالامقدارف کفایۃ لِمَنْ لہ ھِدَایَۃ۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ))

مترجما من الفارسیہ، بندہ عبدالرشید اظہر۔

(الدلیل الطالب علی ارجح الطالب ص ۳۸۹تا ص ۳۹۷)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد05ص 123-132

محدث فتویٰ